TQ Lesson 193 Surah Shura Ayat 141-191 tafseer1
آیت نمبر 141۔ كَذَّبَتْ ثَمُودُ ٱلْمُرْسَلِينَ
ترجمہ۔ ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا

ان قوموں کے حالات کتنے ملتے ہیں نبیوں کی دعوت میں کتنی یکسانیت ہے اللّٰہ رب العزت فرماتے ہیں **كَذَّبَتْ ثَمُودُ ٱلْمُرْسَلِينَ** جھٹلایا ثمود نے رسولوں کو۔ ثمود ایک مشہور قبیلے کا نام ہے یہ جدیس کے بھائی ثمود کی نسل ہیں یہ دونوں عاثر کے بیٹے تھے جو ارم کا بیٹا تھا اور ارم کون تھا؟ ارم حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کا بیٹا تھا بہرحال اگر یہ بات ساری نا بھی یاد رہے تو اصل بات کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے یہ لوگ تھے اور دور قدیم کی خالص عربی قوم تھی۔ یہ تبوک اور مدینہ کے درمیان حجر کے مقام پر جسے مدائن صالح علیہ السلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہاں رہتے تھےاور قوم ثمود کے مقامات اس علاقے میں پہاڑوں میں کھدے ہوئے صاف نظر بھی آتے تھے رسول اللّٰہ ﷺ جب صحابہ کے ساتھ تبوک تشریف لے گئے تو مقام حجر میں ثمود کے ویران گھروں کے قریب گئے تو لوگوں نے ان کنوؤں سے پانی لے لیا جو ثمود کے زیر استعمال رہے تھے انہوں نے اس پانی سے آٹا گوندھ لیا اور گوشت پکانے کے لئے آگ پر دیگیں چڑھا دیں رسول اللّٰہ ﷺ نے حکم دیا تو دیگیں اُلٹ دیں گئی اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیا گیا پھر نبی ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو کر اس کنویں کے پاس جا ٹھہرے جہاں سے اونٹنی پانی پیا کرتی تھی آپ نے ان لوگوں کے ویران گھروں میں داخل ہونے سے منع کیا جن پر اللّٰہ کا عذاب نازل ہوا تھا اور" فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ تم پر ویسا عذاب نہ آ جائے جیسا ان پر آیا تھا اس لئے ان کے علاقے میں داخل نہ ہوا کرو" ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا تو ایک پیغمبر کو جھٹلانا اس کے معنی کیا ہیں کہ سارے پیغمبروں کو جھٹلانا اللّٰہ رب العزت بتا رہے ہیں اور سمجھا رہے ہیں کہ ایک نہیں بہت سی قومیں گزریں بڑی عظیم الشان قومیں ترقی یافتہ متمدن جن کے نام کا ڈنکا بجتا تھا جن کے نام کی بڑی شہرت تھی دنیا میں سپر طاقت تھیں اور پھر جب میں نے اپنے رسول کو بھیجا تو انہوں نے کیا کیا کہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو کون سے رسول ان کی طرف بھیجے گئے تھے حضرت صالح علیہ السلام

آیت نمبر 142۔ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَٰلِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ
ترجمہ۔یاد کرو جبکہ ان کے بھائی صالحؑ نے ان سے کہا "کیا تم ڈرتے نہیں؟

جب ان سے کہا ان کے بھائی نے یعنی انہیں کی قوم میں سے تھے اور وہ کون تھے حضرت صالح علیہ السلام انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا **أَلَا تَتَّقُونَ** کیا تم لوگ ڈرتے نہیں ہو کیا تم لوگ تقوی اختیار نہیں کرتے

آیت نمبر 143۔ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ
ترجمہ۔ میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں

بے شک میں تمہارے لئے رسول ہوں امین امانت دار ہوں تو منصب کیا ہے؟ رسالت کا اور میرا کردار کیسا ہے؟ امین تم سب کو پتہ ہے تمہارے درمیان پلا بڑا ہوں اور تم مجھے جانتے ہو کہ میں امانت دار ہوں اور آپ کو یہ بات پتہ ہی ہے کہ رسول سب امین تھے اور قوم ان کو خوب اچھی طرح جانتی تھی پہچانتی تھی کہ ان کا کردار کیسا ہے ان کے معاملات کیسے ہیں آپ دیکھ لیجئے سورت ہود آیت 62 میں حضرت صالح علیہ السلام کی امانت دیانت اور جو غیر معمولی قابلیت تھی خود اس

کی گواہی ان کی قوم دے رہی ہے قرآن میں کیا دلیل پتہ چلتی ہے کہنے لگے **قَالُوا يَا صَالِحُ** اے صالح **قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا** اس سے پہلے تو تو ہمارے درمیان ایسا آدمی تھا جس سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ امیدوں کا مرکز تھا **مَرْجُوًّا** تو اب جب سے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے تو کیا ہوا کہ حضرت صالح علیہ السلام کے وہ لوگ خلاف ہو گئے ہیں اور آپ دیکھئے کہ حضرت صالح علیہ السلام ان کو دعوت دے رہے ہیں کہتے ہیں دو سو اسی سال(280) یہ زندہ رہے طویل مدت تک اپنی قوم کو سمجھاتے رہے اور تھے رسول اور امانتدار

آیت نمبر 144۔ فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ
ترجمہ۔ لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

پس اللہ کا تقوی اختیار کرو پس اللہ کا ڈر اختیار کرو اللہ کے آگے جھک جاؤ اللہ کے احکامات کو اپنے اوپر نافذ کرو اور میری اطاعت کرو تو معنی کیا ہیں کہ شرک چھوڑ کر توحید پرست بن جاؤ اور دوسری بات کیا تھی؟ کہ رسول پر ایمان لاؤ رسالت کا انکار نہ کرو

آیت نمبر 145۔ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ
ترجمہ۔ میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں، میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ میں تم سے کوئی اجر تو نہیں مانگ رہا میں نے تم سے کسی تنخواہ کا مطالبہ تو نہیں کیا ،کیا میں نے تم سے کوئی معاوضہ مانگا کیا میں نے تم سے کچھ مانگا ہے کہ تم مجھ سے بھاگتے ہو میں نے تم سے کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ **إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** میرا اجر تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے تو کیا بات بتا رہے ہیں کہ اے میری قوم کے لوگوں میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں اپنے رب کی رضا کے لئے کر رہا ہوں اور میرا رب ہی میری نیکیوں کا اور میرے مشن کا اور میرے کاموں کا مجھے اجر دے گا۔ میں تم سے کچھ بھی نہیں مانگتا میرا تم سے کوئی بھی مطالبہ نہیں ہے تو یہ ہے داعیانہ کردار اور آپ دیکھ لیں ہر نبی نے یہ بات کہی تو داعی کون ہوتا ہے؟ جو مخلص ہوتا ہے وہ دنیا یا دنیا کی طلب یا دنیا کے جو مطالبات ہیں وہ دعویٰ کے نتیجے میں نہ اپنے سامنے رکھتا ہے نہ لوگوں کے سامنے رکھتا ہے مخلص ہو کر کام کرتا ہے اور ساتھ ہی رب العالمین سارے جہانوں کا جو رب ہے میں اس سے چاہتا ہوں اور گویا کہ عقائد کی درستگی مطلوب ہے تو عقیدہ توحید ،عقیدہ رسالت ان کے سامنے رکھا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی بڑی اہم بات ان کے سامنے رکھتے ہیں اور وہ کیا ہے عقیدہ آخرت

آیت نمبر 146۔ أَتُتْرَكُونَ فِى مَا هَٰهُنَآ ءَامِنِينَ
ترجمہ۔ کیا تم اُن سب چیزوں کے درمیان، جو یہاں ہیں، بس یوں ہی اطمینان سے رہنے دیے جاؤ گے؟

کیا تم چھوڑ دیے جاؤ گے یہاں پہ **أَ**۔ سوالیہ ہے استفہامیہ ہے اور **تُتْرَكُونَ** اس کا مادہ کیا ہے **(ت ر ک)** ترک کر دینا اور گویا کہ چھوڑ دینا اور **أَتُتْرَكُونَ** جو ہے یہ مضارع مجہول ہے ایک تو ہے کہ تم چھوڑ دیتے ہو اور ایک یہ کہ تم کو چھوڑ دیا جائے گا کیا تم کو چھوڑ دیا جائے گا **فِى مَا هَٰهُنَآ ءَامِنِينَ** انہیں گھروں میں انہیں محلات میں اسی زندگی میں اسی دنیا میں یہ جو نعمتیں تمہیں حاصل ہیں کیا ہمیشہ تمہارے پاس رہیں گی کیا تمہیں موت نہیں آئے گی کیا تمہیں عذاب نہیں آئے گا تو اب یہاں پر ان کو ڈرا رہے ہیں اور ڈرانے میں دو باتیں وہ ان کے سامنے رکھ رہے ہیں اور وہ دو باتیں

کیا ہیں اشارہ ہے جو نعمتیں جو دنیا جو سہولتیں ان کو حاصل ہیں اس کی طرف کہ یہ جو صحت ہے تمہاری کیا تم ہمیشہ ایسے ہی صحت مند رہو گے یہ جو تندرست اور قوی ہو کیا ایسے ہی رہو گے یہ زندگی کے مزے لوٹ رہے ہو کیا ہمیشہ زندہ ہی رہو گے تو اب یہ دنیا کی کامیابی اور دنیا کا نشہ جس کے اندر وہ ڈوبے ہوئے تھے وہ کھوئے ہوئے تھے تو ان کو بتا رہے ہیں کہ نہیں تمہیں زوال آئے گا **أَتُتْرَكُونَ** کیا تم چھوڑ دیے جاؤ گے **فِي مَا هَٰهُنَآ** **فی** میں **مَا** جو کچھ **مَا** یہ بتا رہا ہے کہ **هَٰهُنَآ** یہاں پر جو کچھ دنیا کی نعمتیں تمہیں میسر ہیں کیا تم اسی میں چھوڑ دیے جاؤ گے یہ بڑا ذومعنی جملہ ہے اور بڑی اس کے اندر وسعت ہے کہ **فِي مَا هَٰهُنَآ** صحت، دولت، فراغت یہ بڑے بڑے گھر اور یہ **نعمتیں** یہ جوانی یہ دنیا **اٰمِنِي□ن□** بے خوف تو آپ دیکھ لیجئے کہ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو دعوت دے رہے ہیں ان کو سمجھا رہے ہیں ان کو یہ بات بتا رہے ہیں کہ تم کیا ہمیشہ اسی دنیا میں رہو گے یوں ہی اطمینان کے ساتھ امن کے ساتھ اسی طرح چین کی بانسری تم بجاتے رہو گے اور پھر اس کی تفصیل بتاتے ہیں یعنی تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عیش تمہارا ابدی ہے کیا تمہیں زوال نہیں آئے گا کیا تمہیں موت نہیں آئے گی ان نعمتوں کی کیا اللہ تم سے باز پرس نہیں کرے گا۔ **مفہوم حدیث۔** "اسی چیز کو رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا کیسے کہ پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے سے پہلے صحت کو بیماری سے پہلے فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور امیری کو غریبی سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے" ان چیزوں کو غنیمت جانو ان کی قدر کرو تو وہ بھی یہ کہہ رہے ہیں بھول جاؤ کہ تم ہمیشہ یہاں رہو گے تمہیں مرنا ہے اور حساب کتاب دینا ہے تو کہاں تم ہمیشہ رہو گے؟

آیت نمبر 147۔ فِي جَنّٰتٍ وَعُيُونٍ
ترجمہ۔ اِن باغوں اور چشموں میں؟

فِي جَنّٰتٍ ان باغوں میں تو گویا کہ ان کے پاس بڑے باغات تھے ہرے بھرے پھلوں اور پھولوں سےلدے ہوئے **وَعُيُونٍ** اور چشموں میں تو جنت کی جمع **جَنّٰتٍ** ایک باغ نہیں بے شمار باغ پھولوں پھلوں سے لدے ہوئے **عین** کی جمع **عُيُونٍ** ایک چشمہ نہیں بے شمار چشمے پانی کے تھے اور بہترین باغ وہی سمجھے جاتے تھے ان کے ہاں بھی جس کے ساتھ چشمہ بھی ہو تاکہ ان کو سیراب کیا جا سکے اور پانی زمین کی زرخیزی کی علامت ہے

آیت نمبر 148۔ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ
ترجمہ۔ اِن کھیتوں اور نخلستانوں میں جن کے خوشے رس بھرے ہیں؟

زَرْعٌ کی جمع ہے **زُرُوعٌ** اور کھیتیوں کو کہتے ہیں۔ اور یہ کھیتیاں جن کو تم کاشت کرتے ہو جس میں تم مزے لوٹتے ہو کیا تم ان کھیتیوں میں ہمیشہ رہو گے **وَنَخْلٍ** اور نخل جو ہے یہ نخلستانوں کے لئے آتا ہے نخلستان سے مراد کیا ہے؟ جہاں کھجوریں ہی کھجوریں ہیں نخل کہتے ہیں کھجور کو۔ یہ لفظ **نخل** یہ کیا ہے ؟جیسے **نخلَۃٌ** ،**نخل** اور **نخیل** یہ تین طرح سے ہمیں قرآن میں ملتا ہے اور یہ کیا ہے یہ اسم جنس ہے واحد بھی ہے جمع بھی ہے ہر طرح کے درخت کے لئے آتا ہے تو یہاں پر لفظ آیا ہے **نَخْلٌ** اصل میں نخلۃٌ کی جمع ہے **(ن خ ل).** ۃ مربوطہ ساتھ جڑی ہوئی ہوتی ہے **نَخْلٌ** کھجور کا درخت اور نخیل ایسے باغ یا کھیتی کو کہتے ہیں جس میں کھجوروں کے بہت سے درخت ہوں آپ پڑھ چکی ہیں سورت البقرہ آیت 266 میں کیا تم میں سے کوئی یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو تو یہاں پہ کیا ہے کہ کھیتیاں ہیں **وَنَخْلٍ** اور کھجوروں کے باغات ہیں نخلستان ہیں اور آپ کو پتہ ہے نا کہ عربوں کے ہاں کھجوریں بڑی قسم کی ہوتی ہیں

چھوٹی بھی موٹی بھی لمبی بھی خشک بھی اور اس کے ساتھ رس بھری بھی بے شمار قسم کی کھجوریں اور آپ عمرہ اور حج کرنے جاتے ہیں تو آپ وہاں یہ دیکھتی ہوں گی جب اکثر لوگ آتے ہوئے سوغات کے طور پر لاتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ یہ کھجور چاہئے فلاں چاہئے بے شمار کھجوریں ہیں اور وہ اپنے ڈرموں میں بھر بھر کر رکھتے ہیں جیسے ہم اپنے ڈرموں میں گندم رکھتے ہیں سعودیہ رہنے کا ریاض میں اتفاق ہوا ہم چھوٹے چھوٹے تھے ہمارے والد وہاں پہ جب تھے وہاں پہ گورنمنٹ کی طرف سے تو ہم اپنے ہمسائیوں کے گھر گئے اور مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ان کے ڈرموں میں کھجوریں پڑیں تھیں اور ڈرم بھرے ہوئے تھے اور وہ مختلف طرح کی کھجوریں مہمان نوازی کے طور پر آپ کے سامنے رکھتے ہیں جیسے عربوں کے ہاں کھجوریں طرح طرح کی، تلواریں طرح طرح کی اور خوشبوئیں طرح طرح کی،عربی بڑی وسیع زبان ہے اور عربی قوم بڑی امیر قوم ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اور جو پہلے قومیں گزری تھیں بڑی نعمتوں سے نوازا ہے تو اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ **وَنَخْلٍ طَلْعُهَا** اس کا خوشہ، اس کا گابہ، اب آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پہ لفظ استعمال ہوا ہے **طَلْعٌ** کا تو اب نعمتوں کی کیونکہ تفصیل بتائی جا رہی ہے تو اب بتایا جا رہا ہے کہ کھجوروں کا گابہ ،اس کا خوشہ ،اس کے شگوفے آپ تین لفظ **طَلْعٌ** کے لئے استعمال کر سکتی ہیں شگوفہ ،خوشہ، گابہ اور کہتے ہیں کہ **طَلْعٌ** کھجور کے اس شگوفے کو کہتے ہیں جو پہلے پہل نکلتا ہے یعنی جو طلوع ہوتا ہے پھر **طَلْعٌ** کھجور کا یہ پھل جو بالکل شروع میں ہوتا ہےاس کے بعد کھجور کا یہ پھل بن جاتا ہے **بَلَحٌ**، پھر **بُسْر**، پھر **رُطب** اور اس کے بعد **ثمر** کہلاتا ہے۔وہ کھجور جو بالکل پکی ہوئی ہوتی ہے اور میں اور آپ اس کو کھاتے ہیں تو آپ دیکھ لیں کہ یہاں پہ اس تفصیل کی ضرورت تو نہیں ہے کہ یہ جو مختلف مراحل ہیں یہ کیا ہیں لیکن اصل بات کیا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ نے **طَلْعٌ** کا ذکر کیا اور پہلے کہا کہ **نَخْلٍ** ہر طرح کی کھجوریں ہیں پھر کہا کہ **طَلْعُهَا** اور عربوں کے باغات میں کھجوریں بہت لگی ہوئی ہوتی تھیں اور بعض باغات ہی کھجوروں کے ہوتے تھے اور خاص طور پر یہ قوم جس کا ذکر کیا جا رہا ہے ان کے پاس بھی باغات اور چشمے اور کھیتیاں اور پھر خاص طور پر کھجوروں کا ذکر کیا جا رہا ہے یہ ان کے پاس بڑی وافر مقدار میں تھی کیونکہ پھلوں کے ساتھ کھجور کا پھل اور کھجور کی ان کے ہاں کیونکہ بہت زیادہ اہمیت تھی اس لئے اس کا ذکر کیا گیا کہ **طَلْعُهَا**اس کا شگوفہ اس کا جو گابہ ہے اس کا جو خوشہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ نمایاں کر کے پیش کر رہے ہیں کیسا ہے؟ **هَضِيمٌ** اور **(ہ ض م)** اس کے کئی معانی ہیں اس کے ایک معنی تو یہ ہوتے ہیں کہ کچلنا ،کھینچنا،نچوڑنا اب آپ دیکھیں کہ ہمارا نظام انہضام کیا کرتا ہے اگر ہم کھانے کے معنی میں اس کو بیان کرتے ہیں تو وہ اس کو ہضم کر لیتا ہے ہمارا معدہ اور جسم کے نظام سب ملکر کیا کرتے ہیں جو کھانے ہم کھاتے ہیں اس کو وہ کچل ڈالتے ہیں ،دباتے ہیں، نچوڑتے ہیں اس میں کمی کرتے ہیں **هَضِيمٌ** کے ایک معنی ہیں کچلنا ،کھینچنا،نچوڑنا کمی کرنا دوسرے اس کے معنی ہیں کسی کا حق دبانے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے کسی کا حق غصب کر لینا کہ وہ تو اس کی زمین کو ہضم کر گیا اب زمین ویسے تو نہیں کھا کے ہضم کی جاتی لیکن معنی کے اعتبار سے کہ اس میں اس نے کمی کر دی، کھا گیا اس کی زمین، اس کے پیسے اس کے ڈالر ،اس کا حصہ کسی بھی طرح تیسرے اس کے معنی ہیں نرم و نازک کے ، لطیف اچھا کون سی چیز جلدی ہضم ہوتی ہے جو نرم و نازک ہے لطیف ہے روٹی کے چھوٹے چھوٹے نوالے آپ بنائیں اچھا کھانا بناہوا ہوصحیح سے گرم ہے زود ہضم ہے تو جلدی آپ کھا کر اس کو ہضم کر لیتے ہیں تو نرم و نازک، لطیف، نفیس کے لئے بولا جاتا ہے پھر اس کے ایک معنی تہ بہ تہ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے تو اگر کہتے ہیں کہ کھجوریں، نخلستان، کھجوروں کے باغات **نخل** کیونکہ اسم جنس ہے کھجوروں کے باغات یعنی نخلستان **طَلْعُهَا** ان کے خوشے رس بھرے ہیں بعض لوگوں نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ کھجور رسوں سے بھری ہوئی ہیں بس آپ منہ میں ڈالیں ساتھ ہی وہ گھل جاتیں ہیں اور کھجوریں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ ابھی روزوں میں کسی کے گھر کھجوریں بھیجیں تو ان کا

فون آیا کہ یہ کھجوریں آپ نے کہاں سے لیں ہیں تو ایسی کھجور اور اتنی لذت والی بھی اور اتنی مزے کی کے منہ میں رکھی اور ختم بہت ہی مزے کی کھجور اور وہ لوگ تو کھانے کے طور پر اس کو کھاتے تھے پھر اس کے ایک معنی تہہ بہ تہہ کے ہیں تو معنی کیا ہے؟**وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ** کہ ان کھجوروں کے باغوں میں جن کے شگوفے بوجھ کے مارے ٹوٹے پڑتے ہیں **طَلْعُهَا** ان کے شگوفے **هَضِيمٌ** اتنے تہہ بہ تہہ ہیں کہ بوجھ کی وجہ سے بس لگتا ہے کہ ٹوٹ پڑیں گے اور آپ دیکھیں کہ کھجوروں کے موسم میں آپ کھجوروں کے درخت کو ضرور دیکھا کریں قرآن اس کا بار بار ذکر کرتا ہے اور عرب کی زندگی میں جو چیز ان کے سب سے قریب تھی بڑی کثرت سے تھی اور اسی طرح یہ جو قوم ثمود ہے اس کے پاس بھی اس پھل کی بڑی کثرت تھی تو اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کر رہے ہیں کہ کیسے کھجوروں کے جو درخت ہیں جب ان کے شگوفے نکلتے ہیں تو بوجھ کے مارے ٹوٹے پڑتے ہیں اور اس کے معنی کیا ہیں کہ وہ رس بھرے ہوئے ہیں بڑے لطیف ہیں بڑے نرم و نازک ہیں تو یہ ذکر ہے اللہ تعالیٰ نے جو ان کو نعمتیں دی ہیں ان کا تونعمتوں کا ذکر کر کے کیا توجہ دلانا چاہتے ہیں حضرت صا لح کہ تم شکر گزار کیوں نہیں بن جاتے

آیت نمبر 149- وَتَنْحِتُونَ مِنَ ٱلْجِبَالِ بُيُوتًا فَٰرِهِينَ
ترجمہ۔ تم پہاڑ کھود کھود کر فخریہ اُن میں عمارتیں بناتے ہو

آیت نمبر 150- فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ
ترجمہ۔ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

اور تم تراش خراش کر پہاڑوں میں بناتے ہو **بُيُوتًا** گھر اب آپ دیکھیں کہ کسی چیز کو تراش خراش کے بنانا تو **(ن خ ت)** کے معنی ہوتے ہیں کہ سخت چیز کو جیسے پتھر ہے لکڑی ہے اسی طرح پہاڑ ہیں تو ان کو تراش کر گھر بنانا ایک تو ہوتا ہے یہ مٹی اس سے گھر بنائے جاتے ہیں جیسے سیمنٹ گارا وغیرہ۔ نہیں پتھروں سے پہاڑوں میں تراش خراش کر گھر بنانا اور کہتے ہیں کہ یہ قوم کیا کرتی تھی پہاڑوں کو تراش خراش کر اندر محل عمارتیں اس نے بنائی ہوئیں تھیں جیسے اللہ تعالی سورت الفجر میں قوم عاد کو کیا کہا **ذَاتِ الْعِمَادِ** ستونوں والی۔ بڑے اونچے ان کے ستون ہوتے تھے دور سے محل نظر آتے تھے اور ان کو کیا کہا **اَلَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ** وہ جنہوں نے وادی میں چٹان تراشی تھی پہاڑوں کو تراشا تھا اور قرآن مجید میں ان کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ میدانی علاقوں میں بھی یہ بڑے بڑے محل بناتے تھے **تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا** **سورت** الاعراف آیت 74 میں آپ پڑھ چکیں کہ وہ میدانی علاقوں میں بھی پہاڑی علاقوں میں بھی بڑے بڑے گھر تراش خراش کر بناتے تھے اور یہاں **وَتَنْحِتُونَ** میں ان کی مہارت کاریگری اور پختگی کا اظہار کیا جا رہا ہے بڑے بہترین طریقے سے انہوں نے بنایا تھا اب اتنا ہی کافی ہے لیکن آگے کہا **فَٰرِهِينَ** گھر بنانے کی غرض کیا تھی اس کا مقصد کیا تھا؟ **فَٰرِهِينَ** جو ہے ایک اس کے معنی ہے مہارت کے ساتھ عمدگی کے ساتھ اور نفاست کے ساتھ کہ گھر تو بنائے اور گھر بنانے کا مقصد کیا تھا کہ تم ان گھروں کو بناتے تھے ماہرانہ طور پر یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ صنعت سکھا دی جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر دیا گیا تھا اور وہ اس سے زرہیں بناتے تھے اسی طرح پہاڑوں کو تراش کر گھر بنانا اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آسان کر دیا تھا تو کیا ہے کہ **فَٰرِهِينَ** کہ اتنے ماہر ہوکر تم ان کو بناتے ہو دوسرے اس کے معنی کیا ہیں کہتے ہیں **فَٰرِهِينَ** کے معنی ہیں **"بطرین"** کے **بطر** کیا ہوتا ہے اترانا تکبر کرنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فارھین کی تفسیر بطرین بتاتے ہیں یعنی تم تکبر کرتے ہوئے یہ بناتے تھے اور کچھ مفسرین کہتے ہیں اس کے معنی **حاذقین** کے ہیں یعنی ماہرین کے ہیں کہ تم بڑے ماہر تھے اس کو بناتے تھے تو اصل بات

کیا ہے کہ **فَرِهِينَ** اترانا اور فخر اور غرور کرنا اور بجائے اس کے کہ اللہ کی نعمت کا شکر ادا کیا جائے تو اگر کوئی اترائے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ شخص بے فکری میں ہے **ءَامِنِينَ** ہے اور وہ شخص شکر گزار ہونے کی بجائے نا شکرا ہو رہا ہے تو جب نعمتوں کا حساب ہونا ہے اس کی مسئولیت لازمی ہے تو پھر چاہئے یہ تھا کہ وہ غور و فکر کرتے انسان دنیا میں عیش کے لئے پیدا نہیں ہوا بلکہ کیا ہے کہ اللہ تعالی نے جوبھی نعمتیں دیں ہیں اللہ تعالی ان کا حساب کتاب لے گا تو عربوں کے ہاں اچھے باغ کا تصور کیا تھا انگوروں اناروں کا باغ ہو نہریں بہہ رہیں ہوں بیچ بیچ میں اراضی ہو کھیتیاں ہوں **وَزُرُوعٍ** ہوں اور کنارے کنارے کھجوروں کی باڑھیں ہوں تو انہی اجزاء کو الگ الگ بھی گن کر پوچھا ہے اور پھر اکٹھا کر کے بھی شروع میں اکٹھا کر کے کہا **فِى مَا هَٰهُنَا** ساری نعمتیں پھر الگ الگ کر کے تو پہلے کہا کہ یہ ساری جو نعمتیں ہیں **ءَامِنِينَ** کیا تم بے خوف ہو کہ اللہ حساب نہیں لے گا اور تمہیں موت نہیں دے گا پھر کہا کہ **فَرِهِينَ** تم فخر کرتے ہو تم غرور کرتے ہو مت بھولنا کہ اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا تو اب یہاں پر ان کو آگاہ کیا جارہا ہے کیا کرو **فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ** پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو کس کی اطاعت ؟حضرت صالح علیہ السلام کی تو توحید کا پیغام ،رسالت کا عقیدہ اور آخرت کی تیاری یہ تین چیزیں وہ ان کے سامنے رکھتے ہیں اور قوم کا حال کیا ہے کہ قوم منحرف ہے

آیت نمبر 151- وَلَا تُطِيعُوٓاْ أَمْرَ ٱلْمُسْرِفِينَ
ترجمہ۔ اُن بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو

اور تم اطاعت نہ کرو یہ فعل نہیں ہے اور تم کہنا نہ مانو **أَمْرَ** حکم، بات، کام ،**ٱلْمُسْرِفِينَ** کا المسرف کی جمع ہے المسرفین اور مسرف کون ہوتے ہیں اسراف کرنے والے حد سے گزرنے والے اور آپ اس کے معنی پڑھ ہی چکیں ہیں کہ حد سے گزرنا کیا ہوتا ہے کہ پیسے کو صحیح جگہ استعمال نہ کیا جائے یا وقت ،صلاحیتیں ،قوتیں جو ہیں ان میں اسراف کرنا ان کا صحیح استعمال نہ کرنا صحیح جگہ نہ لگانا دوسرے معنی یہ ہیں کہ صحیح جگہ تو لگایا جائے لیکن زیادہ لگایا جائے حد سے بڑھ کر دکھاوے کے لئے ان کا استعمال کیا جائے اور تیسرے معنی کیا ہیں حد سے گزرنا شیخی بگارنا، اترانا تو یہاں پہ مسرفین سے مراد کیا ہے؟ یعنی قوم کے وہ لیڈر اور رہنما اس وقت ان کےملک کی سیاسی بھاگ ڈور جن کے ہاتھ میں تھی جو کہتے تھے کہ ہم ہیں سردار جو کفر اور شرک کے داعی تھے علمبردار تھے جو رسول کی مخالفت میں پیش پیش تھے تو مسرفین سے مراد رئیس ہیں ،سردار ہیں، باغی ہیں، لیڈر ہیں جو کہ برائی کے رہنما ہیں تو ان کا کہنا نہیں ماننا گویا کہ اس وقت یہ لوگ سب سے بڑھ کر تھے تو قوم کے لوگوں کو کہا جا رہا ہے کہ آپ لوگوں نے ان کا کہنا نہیں ماننا یہ لوگ کیسے ہیں؟

آیت نمبر 152- ٱلَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ
ترجمہ۔جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور کوئی اصلاح نہیں کرتے"

جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور کوئی اصلاح نہیں کرتے یعنی اصلاح کے نام پر فساد کرتے ہیں عام طور پر یہ لیڈر رہنما کیا کرتے ہیں آپ سورت البقرہ میں بھی پڑھ چکیں ہیں کہ وہ لوگ جو فاسق ہیں وہ زمین میں فساد پیدا کرتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ ہم اصلاح کر رہے ہیں لیکن اصلاح کے نام پر وہ فساد کرتے ہیں تو آپ نے سورت البقرہ میں جہاں کفر پڑھا جہاں نفاق کے بارے میں پڑھا وہاں ہم نے فاسق کے بارے میں پڑھا کہ فاسق اللہ کی حدوں سے اللہ کی جو اطاعت کی حدیں ہیں ان سے نکل نکل جاتا ہے اور کیا کہتا ہے **وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ**

مُصْلِحُونَ (11) أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ (12- سورت البقرہ) تو جہاں پر کافر اور منافق فساد پیدا کرتے ہیں وہاں پر جو فاسق ہوتا ہے وہ بھی اللّٰہ کی زمین میں فساد پیدا کرتا ہے اور فساد کیسے پیدا کرتا ہے کہ وہ اللّٰہ کا حق ادا نہیں کرتا وہ اللّٰہ کے بندوں کا حق ادا نہیں کرتا وہ اللّٰہ کی حدوں میں سے نکل نکل جاتا ہے تو یہاں پر بھی کیا ہے **ٱلَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ .** کہ وہ زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور کوئی اصلاح کا کام وہ نہیں کرتے تو کہا جا رہا ہے کہ میں ہوں اللّٰہ کا رسول میرا کہنا مانو تو فسادیوں کا کہنا مت مانو تو آپ دیکھ لیں کہ حضرت صالح علیہ السلام نے جو دعوت پیش کی ہے اپنی قوم کے سامنے صرف مذہبی تبلیغ نہیں ہے کہ نماز روزہ حج اور زکوۃ نہیں بلکہ کیا ہے اخلاق کی اصلاح ہے تمدن کی معاشرے کی آپ سیاسی انقلاب کی دعوت دے رہے ہیں کہ وہ تمام لیڈر جوکہ شتر بے مہار بن چکے ہیں جو اخلاق کی حدوں کو پھلانگ چکے ہیں جو اصلاح کے نام پر آگے آ جاتے ہیں جیسے آج کل بہت سے لیڈر رہنما جو ہیں وہ کلمے کے نام پر اسلام کے نام پر تقریریں کر کے ووٹ لے لیتے ہیں اس کے بعد ملک میں فساد اور بگاڑ کی حکومت شروع ہو جاتی ہے تو کیا کہہ رہے ہیں ان کا کہنا نہ مانو کیونکہ یہ فسادی ہیں **وَلَا يُصْلِحُونَ** یہ اصلاح کرنے والے نہیں ہیں ہمیں بھی آنکھیں کھولنی چاہیں ہمیں بھی دیکھنا چاہئے کہ ہم کیسے لوگوں کو اپنا لیڈر رہنما اور حاکم بنا لیتے ہیں جو ہماری ہی گردن پر چھری رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے ہر پیدا ہونے والے بچے کے سر پر جتنے بال ہیں اس سے بھی زیادہ ہر بچہ قرض لے کر دنیا میں آتا ہے۔

آیت نمبر 153- قَالُوٓا۟ إِنَّمَآ أَنتَ مِنَ ٱلْمُسَحَّرِينَ
ترجمہ۔ انہوں نے جواب دیا "تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے

انہوں نے کیا جواب دیا **قَالُوٓا۟** کہنے لگے انہوں نے کہا کہ تو تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے اب آپ دیکھیں کہ حضرت صالح علیہ السلام کی بات میں اتنا اثر تھا اور یہاں یہ قوم نے جو قوم ان کو مانتی تھی امین کے نام سے جو قوم ان سے کہتی تھی۔ کہ **قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا**اب وہی قوم ان کو کہہ رہی ہے کہ آپ ہیں **قَالُوٓا۟ إِنَّمَآ أَنتَ مِنَ ٱلْمُسَحَّرِينَ** آپ بھی مسحرین میں سے ہیں تو یہاں پر لفظ ہے مسحرین ،مسحر کی جمع ہے مسحرین تو یہ مسحرُون سے بھی زیادہ مبالغے کا صیغہ ہے یعنی حضرت صالح علیہ السلام کی جو دردمندانہ تقریر تھی تذکیر تھی تنبیہ تھی تو بجائے اس کے کہ وہ اس کو قبول کرتے کہنے لگے کہ بس ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم تو دیوانے ہو مجنون ہو گویا کہ تمہاری عقل ہی ماری گئی ہے تو اس زمانے میں قدیم تصور کیا تھا سحر زدہ کا کہ جو پاگل ہو جاتا تھا اس کو کہتے تھے کہ یہ سحر زدہ ہو گیا ہے مسحرین میں سے ہے یعنی کسی پاگل پن کی وجہ سے یا وہ سمجھتے تھے کہ جن کے اثر سے ایسا ہو جاتا ہے یا وہ کہتے تھے کہ جادو کے اثر سے تو اس لئے وہ جسے پاگل کہنا چاہتے تھے یا تو اس کو مجنون کہتے تھے یا مسحور اور یا پھر مسحر کہ اس پر تو جادو ہی کر دیا گیا ہے تو اہل مکہ نے رسول اللّٰہ ﷺ سے کیا کہا کہ یہ تو ساحر ہے، کاہن، مجنون، دیوانا تو ہر دور میں ایک طرح کا الزام لگایا ہے

آیت نمبر 154- مَآ أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِـَٔايَةٍ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ
ترجمہ۔ تو ہم جیسے ایک انسان کے سوا اور کیا ہے لا کوئی نشانی اگر تو سچّا ہے"

تم نہیں ہو انسان مگر ہم ہی جیسے اور یہی اعتراض تو اہل مکہ نے بھی کیا تھا کہ تم تو ہم ہی جیسے ایک انسان ہو **فَأْتِ بِـَٔايَةٍ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ** لے آ کوئی نشانی اگر تم سچوں میں سے ہو اب

قوم ان سے مطالبہ کر رہی ہے کہ اگر واقعی آپ سچے ہیں تو پھر کوئی نشانی لائیں اب یہاں پہ۔ **اٰيَةٍ** سے مراد کیا ہے کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر تم واقعی سچے ہو دعوے میں تو کوئی ہمیں معجزہ دکھاؤ اور پھر قوم نے مطالبہ کیا اور کیا مطالبہ کیا ؟کہتے ہیں کہ قوم نے کہا کہ یہ جو پہاڑ ہے ہمارے سامنے پہاڑ پھٹے اور اس میں سے ایک اونٹنی نکل آئے یہ تھا قوم کا مطالبہ اور اونٹنی نکل آئی تو پھر ہم تجھے مان لیں گے تیری اطاعت کر لیں گے حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے پختہ وعدہ لے لیا کہ اگر تمہارا یہ وعدہ پورا ہو گیا تو کیا تم پھر ایمان لے آؤگے تو انہوں نے وعدہ کر لیا تب آپ نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان لوگوں کا مطالبہ پورا کرے اللہ کے حکم سے وہ جو پہاڑ تھا وہ پھٹا چٹان پھٹ گئی اور اس میں سے ایک بہت بڑی حاملہ اونٹنی نکلی جس میں وہ تمام صفات موجود تھیں جو مطالبہ کرنے والوں نے کیں تھیں انہوں نے جب اپنی آنکھوں سے معجزہ دیکھ لیا تو انہیں اس کی عظمت کا احساس ہوا وہ مرعوب بھی ہو گئے کہ یہ واقعی اللہ کی قدرت ہے یہ اللہ کا عظیم الشان معجزہ ہے اور حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہتے ہیں کہ اس وقت ان پر کچھ لوگ ایمان لے آئے تھے بہت تھوڑے سے لوگ لیکن زیادہ لوگ جو تھے وہ کفر پر رہے اور ہٹ دھرمی پر رہے اور انہوں نے اس کا انکار کر دیا یعنی اکثریت نے کیا کیا؟ انکار کیا اکثریت کے بارے میں آتا ہے **فَظَلَمُوا بِهَا** کہ انہوں نے اس کا انکار کر دیا حق کی پیروی نہ کی اب کیا تھا کہ اونٹنی ان کے درمیان موجود تھی۔ تو حضرت صالح علیہ السلام نے کہا

آیت نمبر 155۔ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ
ترجمہ۔ صالحؑ نے کہا "یہ اونٹنی ہے ایک دن اس کے پینے کا ہے اور ایک دن تم سب کے پانی لینے کا

یہ ہے اونٹنی **لَّهَا شِرْبٌ** اس کے لئے ہے پینے کی باری پینے کا ایک دن **وَلَكُمْ شِرْبُ** اور تمہارے لئے ہے پانی لینے کا ایک دن **يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ** تو اب جو اونٹنی تھی وہ قوم کے اندر موجود تھی وہ جس علاقے میں چاہتی جب کنویں پر پانی پینے جاتی کنویں کا سارا پانی پی جاتی اب لوگ کیا کرتے کہ پریشان ہوتے کہ ہم اپنی اونٹنیوں کو اور اپنے جانوروں کو پانی کیسے پلائیں تو اب کیا ہوا کہ ان کے لئے باری مقرر کر دی گئی حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ ایک دن ساری قوم کے آدمی اور جانور پانی پئیں گے اور دوسرے دن یعنی اگلے دن یہ اونٹنی ،اللہ کی اونٹنی یہ پانی پیے گی تو لوگ اپنی باری والے دن جو تھے اگلے دن کے لئے بھی پانی بھرتے تھے وہ لوگ کیا کرتے تھے کہ اگلے دن کے لئے پانی اپنی ضرورت کے لئے اور اپنے جانوروں کے لئے بھر لیتے تھے اب ہوا یہ کہ یہ بات قوم کے لئے قابل برداشت نہیں تھی کہ اونٹنی جہاں چاہے چرے چگے اور جتنا یعنی جہاں چاہے جیسے چاہے اپنی مرضی سے گھومے اور پانی پئیے اور آپ دیکھیں کہ پانی ان کے ہاں بڑی اہمیت رکھتا تھا پانی کا مسئلہ کیونکہ قبائلی نظام اور قوموں کا آباد ہونا اور آپ دیکھیں "کبھی پانی پینے پلانے پر جھگڑا کبھی گھوڑا آگے بڑھانے پر جھگڑا "کہ پانی کے مسئلے پر خون خرابے ہوتے قبیلے آپس میں لڑ پڑتے اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے اور ایسا بھی ہوتا تھا وہ اپنے کنویں سے اور اپنے چشمے سے کسی کو پانی نہیں لینے دیتے تھے دوسرے قبیلے کو اور اگر کوئی شخص ایسے کرتا تھا تو اس کو مارتے تھے یہ چیز ان کے لئے قابل برداشت نہیں تھی یہ کہنا کہ پانی ایک دن اللہ کی اونٹنی پئیے کہ یہ جو معجزہ ہے اور دوسرے دن سارے جانور یہ گویا کہ پوری قوم کو لڑائی کا چیلنج دینا تھا یہ بات ان کے لئے قابل برداشت نہیں تھی اور اتنی بڑی بات بغیر زبردست لشکر کے ایک آدمی اپنے منہ سے نکال لے تو آپ سوچ لیں کہ وہ قوم اس کو اٹھ کر کچل نہ دے اس کو ختم نہ کر دے اب قوم نے جب اس بات کو سنا ،کان لٹکا کر ، ڈرکر کچھ دن اس بات

کی تعمیل بھی کی کہ ایک دن وہ پانی پیتی تھی دوسرے دن ان کے جانور پانی پیتے تھے لیکن یہ بات ان کے لئے ناقابل برداشت تھی اور اللہ تعالیٰ قرآن میں کیا فرماتے ہیں۔ **إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ** (27- سورت القمر)۔ کہ ہم نے یہ جو اونٹنی ان کو دی تھی یہ ان کے لئے ایک آزمائش بنا کر بھیجی تھی اور ہمیں سورت ہود میں اور سورت الاعراف(64) میں کیا پتہ چلتا ہے **وَيَا قَوْمِ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ** یہ ہے اللّٰہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی کے طور پر **فَذَرُوهَا** اس کو چھوڑ دو **تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ** اللّٰہ کی زمین میں چرتی پھرے کھاتی پھرے **وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ** ہرگز اس کو برے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا۔ یہاں پہ پانی پینے کی بات ہے اور سورت الاعراف اور سورت ہود میں کھانا کھانے کی بات ہے اللہ کی زمین پر چلنے کی بات ہے یہاں پہ پانی پینے کی تو کھائے بھی جہاں سے چاہے مرضی پانی بھی چاہے جتنا مرضی پئیے

آیت نمبر 156- وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ
ترجمہ۔ اس کو ہرگز نہ چھیڑنا ورنہ ایک بڑے دن کا عذاب تم کو آ لے گا"

وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ اس کو برے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا اگر تم نے برائی کے ارادے سے اس کو چھوا اس کو ہاتھ لگایا کیونکہ **تَمَسُّو (م س س)** ہاتھ سے چھونے کے لئے آتا ہے اگر تم نے چھویا اس کو تو ایک بڑے دن کا عذاب تمہیں آ کر پکڑ لے گا ایک بڑے دن کا عذاب تمہیں لے لے گا اب کیا ہوا کہ کافی عرصہ یہ معاملہ یوں ہی چلتا رہا آخر ان کے سردار جمع ہوئے اور مشورے کے بعد متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ اونٹنی کو قتل کر دیا جائے کیسے اس سے جان چھوٹے کہ سارا پانی یہ پی جاتی ہے تو انہوں نے منصوبہ بندی کی کہ کیسے اس کو مار دیا جائے حالانکہ حضرت صالح کہہ چکے تھے کہ ایک بڑے دن کا عذاب تمہیں آ کر پکڑ لے گا وہ بڑا سخت عذاب ہوگا

آیت نمبر 157- فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَٰدِمِينَ
ترجمہ۔ مگر انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں اور آخرکار پچھتاتے رہ گئے

فَعَقَرُوهَا پھر انہوں نے اس کی رگیں کاٹ دیں پھر انہوں نے اس کے پاؤں کی رگیں کاٹ دیں **فَأَصْبَحُوا** پس وہ ہو گئے **نادمین** پچھتانے والے **(ع ق ر)** کے معنی ہوتے ہیں زخمی کرنا اب کسی کی رگیں کاٹ دی جائیں تو خون تو بہہ گیا گویا کہ ذبح کر دیا کسی کی کونچیں کاٹ دیں جائیں تو چلنے سے ہی روک دیا۔ پنڈلی کے لئے بھی **عقر** کا لفظ آتا ہے کہتے ہیں اب جب ان سب نے مشورہ کیا تو اب کرے کون؟ جس شخص نے اونٹنی کو قتل کرنے کی ذمہ داری اٹھائی کہتے ہیں اس کا نام تھا قِدار تھا یہ سرخ فام اور نیلی آنکھوں والا تھا **(ق د ا ر)** قاف دو نقطے والا اور کہتے ہیں کہ یہ سالف کی بیوی سِبعَان کے ناجائز تعلق کے نتیجے میں پیدا ہوا یعنی زنا کے نتیجے میں پیدا ہوا تھا تو اس نے سب لوگوں کے متفقہ فیصلے کے نتیجے میں اونٹنی کو قتل کیا تو اس لئے اس کا نام آتا ہے **فَعَقَرُوهَا** لیکن یہاں سے جمع کا صیغہ آرہا ہے یہاں پہ کیا صیغہ آرہا ہے؟ جمع کا صیغہ آرہا ہے کہ سب نے مل کر اس کی رگوں کو کاٹ دیا تو کیوں؟ اس لئے کہ سب نے ملکر منصوبہ بندی کی پھر آپ دیکھئے کہ امام ابن جریر رحمتہ اللہ اور دیگر مفسرین بیان کرتے ہیں کہ قوم ثمود میں دو عورتیں تھیں ایک کا نام تھا صدوق ، یہ بڑی مالدار اور اونچے خاندان کی عورت تھی اس نے قبیلہ اسلم کے ایک آدمی سے نکاح کیا لیکن پھر طلاق لے لی پھر اس نے اپنے چچا کے بیٹے مصدع اس کو بلا کر کہا اگر تم اوٹننی کو قتل کر دو تو میں تم سے شادی کر لوں گی دولت بھی، خوبصورت بھی، امیر بھی کہتے ہیں دوسری عورت تھی اس کا نام عنیزہ تھا جو غنم کی بیٹی تھی اس کی کنیت تھی ام غنم یہ بھی ایک کافر بڑھیا تھی اس کا شوہر تھا ذؤاب بن عمرو یہ ایک رئیس تھا سردار تھا

اس عورت نے قدار سے کہا یہ میری چار بیٹیاں ہیں اگر تم اوٹنی کو قتل کر دو تو جس لڑکی سے چاہوگے میں شادی کر دوں گی چنانچہ یہ دونوں جوان اس کام کے لئے اٹھ گئے اور قوم کے اور لوگوں کو بھی ساتھ ملالیا مزید سات افراد ان کے ساتھ آملے اور کل یہ نو لوگ ہو گئے اور انہوں نے مل کر کیا کیا **فَعَقَرُوهَا** ان سب نے ھَا کی ضمیر ناقة کے لئے آئی ہے ناقة مؤنث ہے تو ھا بھی مؤنث ہے اِن سب نے مل کر اس کی رگیں کاٹ دیں اور سورت النمل میں بھی آتا ہے۔ **وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ (48)** کہتے ہیں کہ اس میں بھی انہی کا ذکر ہے کہ باقی لوگوں کو بھی ساتھ ملایا تو کیا کیسے کہ اونٹنی کو قتل کرنے کے لئے یہ گھات میں بیٹھ گئے پانی پی کر جب اونٹنی واپس آئی تو مصدع چھپ کر بیٹھا ہوا تھا اس پر تیر چلایا جو اس کی پنڈلی کی ہڈی میں پیوست ہو گیا عنیزہ اور اس کی بیٹیاں بھی قدار کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے آگئیں اور انہیں جوش دلانے کے لئے اپنے چہروں سے نقاب اُلٹ دیئے قدار بن سالف نے جلدی سے اونٹنی پر تلوار سے حملہ کیا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالی اور وہ زمین پر گر پڑی اور زور سے آواز نکالی جس سے اس کا بچہ چوکنا ہو گیا کیونکہ حاملہ تھی پھر اس نے بچہ بھی جنا تھا اب بچہ چوکنا ہو گیا اور دور پہاڑ پر چلا گیا بچہ چلا گیا اس کو مار دیا اور وہ تین بار بلبلایا آیا قدار نے اونٹنی کے گلے پر نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا تو یہ تفسیر ابن کثیر سے میں نے آپ کے سامنے پڑھا ہے یہ سورت الاعراف کی تفسیر میں انہوں نے لکھا ہے اور اسی طرح ہمیں صحیح بخاری کی جو روایت ملتی ہے **مفہوم حدیث۔** حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے دوران میں اونٹنی کا اور اسے قتل کرنے والے کا ذکر کیا اور فرمایا اسے قتل کرنے کے لئے ایک دلیر سردار اٹھا جس کی بات مانی جاتی تھی جیسے قریش میں ابو زمعہ ہے یعنی کہ قریش میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ایسا برا کام کرنے والے ہیں تو وہ بھی دلیر آدمی تھا تو قریش میں جو تھا وہ ابو زمعہ تھا لوگ اس کا کہنا مانتے تھے **مفہوم حدیث۔** اسی طرح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ سب سے زیادہ بدبخت کون ہے انہوں نے کہا جی ہاں فرمائیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو لوگ ہیں دو شخص ایک تو ثمود کا سرخ فام آدمی جس نے اونٹنی کو قتل کیا تھا اور ایک وہ جو تجھے اے علی اس جگہ ضرب لگائے گا(سر پر جس سے یہ داڑھی تر ہو جائے گی) تو یہ روایت مسنداحمد کی ہے یہ ہے بات کہ انہوں نے کیا کیا تو آپ دیکھ لیجئے کہ پیغمبر نے ان کو تاکیدی حکم دیا تھا حضرت صالح علیہ سلام نے کہ تم اس اونٹنی کو چھونا بھی نہیں اس کے قریب بھی نہیں آنا یہ **ناقة اللہ** ہے جیسے قرآن میں اللہ تعالی " **نار اللہ** " آگ کی نسبت بھی اپنی طرف کرتے ہیں آگ کی شدت کا تصور دلانے کے لئے ناقة **اللہ** یہ اونٹنی بھی معجزانہ طور پر پہاڑ کے اندر سے پیدا ہوئی تھی عام طور پر ایسے اونٹنی نہیں پیدا ہوتی تو اس نشانی کو معجزے کو بھی انہوں نے انکار کیا **فَأَصْبَحُوا** پس وہ ہو گئے **نَادِمِينَ** آپ کو پتہ ہے نا **(ص ب ح)** کے معنی ہوتے ہیں ایک تو ہے صبح ہونا اور ایک اس کے معنی ہوتے ہیں ایک حالت سے دوسری حالت میں چلے جانا حالت کا تبدیل ہو جانا تو اب وہ ہو گئے کیسے **نَادِمِينَ** نادمٌ کی جمع ہے پچھتاوا، ندامت، شرمندگی، حسرت لیکن "اب پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت" یعنی یہ کرنے کے بعد وہ بہت زیادہ پچھتائے لیکن آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں اللہ تعالی نے **فَعَقَرُوهَا** کہا ہے سورت الاعراف میں بھی **فَعَقَرُوهَا** کے لفظ ملتے ہیں اور سورت الشمس میں ایک آدمی کا ذکر ہے **إِذِ انبَعَثَ أَشْقَاهَا (12)** جب وہ اٹھا جو ان میں سب سے زیادہ بدبخت تھا تو ایک اٹھا باقی سب ساتھ ملے ہوئے تھے اور وہ سب کے سب ہوگئے پچھتاوا کرنے والے **فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ** پس پکڑ لیا ان کو عذاب نے **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً** بے شک اس میں نشانی ہے بے شک اس میں عبرت ہے بے شک اس میں نصیحت ہے **وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ** مگر اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں تو آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پہ کیا بات بتائی جارہی ہے کہ زیادہ تر لوگ ایمان نہیں لائے تھے تھوڑے لوگ ایمان لائے تھے اور زیادہ تر لوگوں نے انکار کیا تھا اور

پھر اس قوم پر کیا ہوا **فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ** ان پر عذاب آ گیا تھا اچھا ان پر جو عذاب آیا تھا اس کے بارے میں کیا پتہ چلتا ہے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ان کی قوم پر پہلے بھی عذاب نازل فرمایا یعنی پہلے ہی اللہ نے عذاب نازل کر دیا کہ ان پر پتھر برسا کر کچل ڈالا اور تباہ کر دیا تو اور آپ دیکھیں کہ سورت النمل ہے اور سورت ھود ہے سورت القمر ہے سورت بنی اسرائیل ہے سورت الحجر ہے ان سورتوں میں اللہ تعالی تفصیل بتاتے ہیں سورت الاعراف ہے اور بہت سے سورتوں میں کہ کیسے ان پر اللہ کا عذاب آیا تو کہتے ہیں کہ ان کو مہلت دی گئی تھی کہ تم سنبھل جاؤ اور ان کو مہلت تھی کہ تمہیں تین دن ہے بس تمہارے پاس **فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ** تین دن کی مہلت تھی **ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ** (65- سورت ھود)۔ کہ ایسا وعدہ ہے پورا ہو کر رہے گا اور پھر اللہ تعالی نے کہا تھا کہ آپ چلے جائیں اور ایمان لانے والوں کو بھی آپ لے جائیں باقیوں پر عذاب آئے گا جمعرات کا دن آیا تو ان کے چہرے زرد ہو گئے حضرت صالح علیہ السلام نے جیسے فرمایا تھا شام ہوئی تو انہوں نے کہا مہلت کا ایک دن اور گزر گیا جب دوسرے دن یعنی جمعہ کی صبح ہوئی تو ان کے چہرے سرخ ہو گئے پہلے چہروں کا رنگ زرد تھا اب سرخ ہو گئے شام ہوئی تو انہوں نے کہا مہلت کے دو دن گزر گئے انہوں نے کہا جب مہلت کا تیسرا دن آیا ہفتے کی صبح ہوئی تو ان کے چہرے سیاہ ہو گئے شام ہوئی تو انہوں نے کہا کہ صالح کی کہی مہلت تو ختم ہو گئی اب دیکھتے ہیں کیا اس کی بات سچ ہوتی اب اتوار کی صبح ہوئی انہوں نے خوشبو لگائی اور تیار ہو کر بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ دیکھتے ہیں کون سا عذاب آتا ہے انہیں معلوم بھی نہیں تھا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے ان پر کس طرف سے عذاب آنے والا ہے جب سورج طلوع ہوا تو آسمان سے ایک شدید آواز آئی اور نیچے سے زلزلہ آ گیا چنانچہ تمام افراد کی روحیں پرواز ہو گئیں اور مر کر بےحس و حرکت خاموش ہو گئے اپنے گھروں میں جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھے بیٹھے بے جان اجسام میں تبدیل ہو گئے حرکت بھی نہ کر سکے کہتے ہیں ان میں صرف ایک لونڈی زندہ بچی جو چلنے پھرنے سے معذور تھی اس کا نام کلبہ تھا اور وہ کیا تھی وہ پکی کافرہ تھی اور حضرت صالح علیہ السلام کی سخت دشمن جب اس نے عذاب دیکھا تو اسے چلنے کی طاقت اللہ تعالیٰ نے دی چنانچہ وہ انتہائی تیزی سے بھاگی حتیٰ کہ عربوں کے قبیلے کے پاس جا پہنچی اور اس کو جا کر ان کو واقعہ سنایا چشم دید گواہ تھی۔ پھر قوم پر آنے والے عذاب کی خبر دی پھر پانی مانگا جب اس نے پانی پیا تو وہ بھی مر گئی تو اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں یعنی جب ان پر عذاب آیا تو حال یہ تھا کہ کبھی ان بستیوں میں یہ بسے بھی نہیں تھے ایسے فنا ہو گئے کہ کبھی ان کے اندر یہ آباد بھی نہ ہوئے تھے اتنا سخت تھا جو ان پر عذاب تھا اور سورت القمر میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ (31) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (32)** کہ یہ ایسے تھے جیسے باڑے والے کی سوکھی باڑھ کی طرح یعنی ایک باڑھ والی سوکھی گھاس اور ٹوٹی باڑھ یہ ویسے بن کر رہ گئے تو یہ عذاب نشانی دیکھنے کے بعد ان پر آیا کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے سے زلزلہ اور اوپر سے سخت چنگھاڑ جس سے ان کی موت واقعہ ہو گئی یہ ہے اس قوم کا حال کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ختم کر کے رکھ دیا اور یہ کون تھے پہاڑوں میں محل بنا بنا کر رہنے والے اور ان کے محلوں نے ان کو کچھ بھی نہ بچایا یعنی محل ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور اصل بات یہ ہے کہ اللہ عذاب دینے پر بھی قدرت رکھتا ہے غالب ہے اور اللہ اگر عذاب نہیں لاتا تو رحیم ہے مہلت دیتا ہے کہ اب بھی سنبھل جاؤ اب بھی بچ جاؤ اب بھی اپنے عمل اپنے رویے جو ہیں ان کو بدل لو تو یہ بات ہے جو ہم سب کے سوچنے والی ہے اور ہم سب کے سمجھنے والی ہے کہ ہمارا حال کیا ہے تو آپ دیکھ لیجئے کہ قوم صالح علیہ السلام اور اس قوم کا حال رسول اللہ ﷺ نے مقام حجر کے بارے میں جہاں یہ رہتے تھے اس کے بارے میں فرمایا ان عذاب یافتہ لوگوں کے علاقے میں داخل ہونا پڑے تو صرف روتے ہوئے داخل ہوا کرو اگر رونا نہ آے تو ان کے علاقے میں داخل نہ ہونا کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے جو ان پر نازل ہوا تھا یہ بت پرست لوگ تھے شرک کرنے والے

اور ابو رغال کے بارے میں آتا ہے حضرت جابررضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام حجر سے گزرے تو فرمایا معجزات کا مطالبہ نہ کرو حضرت صالح علیہ اسلام کی قوم نے یہ مطالبہ کیا تھا تو اونٹنی کی شکل میں ظاہر ہو گیا وہ اس راستے سے پانی پینے آتی تھی اور اس راستے سے واپس جاتی تھی انہوں نے اپنے رب کا حکم نہ مانتے ہوئے سرکشی کی اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں ایک دن وہ پانی پیتی تھی دوسرے دن وہ اس کا دودھ پیتے تھے۔ جب انہوں نے اسے مار ڈالا تو اس پر ایسی سخت چیخ کا عذاب آیا ایسی سخت چیخ تھی جس سے تمام لوگ ہلاک ہو گئے صرف ایک آدمی بچا کیوں وہ اس وقت حرم کی سرزمین میں تھا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون تھا آپ نے فرمایا وہ ابو رغال تھا جب وہ حرم کی حدود سے نکلا تو وہ بھی اس عذاب کی لپیٹ میں آ گیا جو اس قوم پر آیا تھا یعنی کوئی بھی نہ بچا تو یہ ہے اصل بات اور آپ دیکھیں کہ تفہیم القرآن میں اس کی جلد نمبر جو تین ہے اس پرتصویریں لی ہوئیں ہیں اس علاقے کی اور کنوئیں کی اور پہاڑوں کی کہ کیسے یہ تراش کر انہوں نے محل بنائے ہوئےتھے اور اسی طرح یہ دیکھیں میرے پاس ایک نقشہ ہے تو اس میں بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کون سا علاقہ ان کا علاقہ تھا اور رسول اللہ ﷺ جو تھے جب اس علاقے کے پاس سے گزرتے تھے تو اپنے لوگوں کو وہ بات بتاتے تھے تو حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود تو آپ یہ نقشہ کی مدد سے بھی اس کو سمجھ سکتی ہیں

آیت نمبر 158۔ فَأَخَذَهُمُ ٱلْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ
ترجمہ۔ عذاب نے انہیں آ لیا یقیناً اس میں ایک نشانی ہے، مگر ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں

آیت نمبر 159۔ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ
ترجمہ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی

تو یہ پھر آیات ترجیع ہیں کہ ہم سب کو اپنے رویوں پر غور کرنا چاہئے اور ہمارے لئے معجزہ کیا ہے قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ اور کائنات میں بکھری اللہ کی نشانیاں یہ ساری ہمارے لئے معجزات ہیں پھر اس کے بعد اللہ رب العزت اپنے ایک اور جلیل القدر پیغمبر کا ذکر کرتے ہیں اور یہ پیغمبر کون سے ہیں حضرت لوط علیہ السلام

آیت نمبر 160۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ ٱلْمُرْسَلِينَ
ترجمہ۔لوطؑ کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا

جھٹلایا قوم لوط نے رسولوں کو تو حضرت لوط علیہ السلام کون تھے حضرت ابراہیم علیہ سلام کے بھتیجے تھے اب ذکر ہو رہا ہے حضرت لوط علیہ السلام کا اب آپ دیکھ لیجئے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں اور اللہ تعالی نے ان کو بھی رسول بنا کر بھیجا اور یہ ایمان لائے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تو اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ آپ جائیے اپنی قوم کی طرف اور ان کو دین کا توحید کا پیغام دیجئے اور حضرت لوط علیہ السلام کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی حاران بن آزر کے بیٹے تھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اجازت سے حضرت لوط علیہ السلام صدوم کے شہر میں چلے گئے اور یہ اس علاقے کا مرکزی مقام تھا اس کے ساتھ کافی زرعی زمین تھی اور بہت سے گاؤں بھی تھے اور یہاں کے جو رہنے والے تھے لوگ انتہائی فاجر کافر فاسق انتہائی بد فطرت اور بے حد بد کردار قسم

کے لوگ تھے اور ایک طرف یہ بد کردار تھے زانی تھے دوسری طرف یہ ڈاکے ڈالتے تھے اور سر عام یہ کام کرتے تھے

آیت نمبر 161- إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ
ترجمہ۔یاد کرو جبکہ ان کے بھائی لوط نے ان سے کہا تھا "کیا تم ڈرتے نہیں؟

ان کے بھائی حضرت لوط علیہ السلام نے ان سے کہا گویا کہ حضرت لوط علیہ السلام انہی کی قوم میں سے تھے ان کو کہا**أَلَا تَتَّقُونَ** کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا

آیت نمبر 162- إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ
ترجمہ۔ میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں

بیشک میں ہوں تمہارے لئے رسول امانتدار وہی بات جو پچھلے پیغمبروں نے کہی تو پیغمبروں کی دعوت ایک ہے کردار ایک ہے اور قومیں جو ہیں ان کا جھٹلانے کا انداز اور طریقے ملتے بھی ہیں بعض اور بعض مختلف بھی ہیں اب کیا ہے

آیت نمبر 163- فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ
ترجمہ۔ لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

انہوں نے پھر کہا کہ جب میں امانتدار ہوں اللہ کی بات تم تک پہنچا رہا ہوں تم جانتے ہو کہ میں تمہارے درمیان امانتدار ہوں تم جانتے ہو کہ میں تمہارے درمیان ایک امانتدار شخص کے طور پر معروف ہوں مشہور ہوں تو تم اللہ کا کہنا مانو اور میری اطاعت کرو کیوں اس لئے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی انہیں حرام کاموں سے روکا اور عریانی فحاشی سے منع کیا تو اس لئے کہہ رہے ہیں کہ اللہ کا کہنا مانو اور میری اطاعت کرو

آیت نمبر 164- وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ
ترجمہ۔ میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں، میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے

میں تم سے اس پر کوئی اجر تھوڑی مانتا ہوں **إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** میرا اجر تو اللہ رب العالمین کے سامنے ہے تو آپ دیکھ لیجئے کہ حضرت لوط علیہ السلام بھی کہہ رہے ہیں کہ میں بے لوث ہوں بے غرض ہوں خالص اللہ کی نیت سے اللہ کی رضا کی خاطر میں یہ کام کر رہا ہوں کوئی معاوضہ نہیں ہے میرا تو یہ بات کیا کم ہے کہ بغیر کسی معاوضے کے میں کام کر رہا ہوں یہ بات کہہ رہا ہوں اور یہی بات میری حقانیت کی دلیل ہے کہ بے لوث اور کیا کہا کہ میرا اجر تو اللہ رب العالمین کے پاس ہے دونوں جہانوں کے رب العالمین کے پاس ہے تو میں جو بھی کام کروں گا میرا اللہ مجھے اس کی جزا دے گا تو یہی میرے اور آپ کے لئے بھی پیغام ہے کہ جب کہیں بہت گمراہی ہو بہت لوگ برے کاموں میں ڈوبے ہو ئے ہوں تو عقائد درست کرنا۔ عقائد بیج کی طرح ہیں جب بیج ڈال دیتے ہیں تو پھر اس سے پھل پھول نکلتے ہیں عقائد اگر صحیح نہ ہوں تو پھل پھول نہیں نکل سکتے اور دوسری بات یہ ہے کہ داعی کو بے غرض ہونا چاہئے

آیت نمبر 165- أَتَأْتُونَ ٱلذُّكْرَانَ مِنَ ٱلْعَٰلَمِينَ

ترجمہ۔ کیا تم دنیا کی مخلوق میں سے مَردوں کے پاس جاتے ہو

کیا تم آتے ہو **ٱلذُّكْرَانَ** ذکرٌ کی جمع ہے **ٱلذُّكْرَانَ** اور ذکر کہتے ہیں مرد کو تو ذکران بہت سے مرد کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو **مِنَ ٱلْعَٰلَمِينَ** دنیا کی مخلوق میں سے **ٱلْعَٰلَمِينَ** یعنی گویا کہ ساری مخلوق میں سے مردوں کو تم نے اس کام کے لئے چھانٹ لیا ہے کہ اپنی خواہش نفس کو پورا کرو حالانکہ دنیا میں عورتیں موجود ہیں دوسری بات کیا ہے کہ تم بڑے ہی بے غیرت ہو بے حیاء ہو کہ شہوت رانی کے لئے مردوں کے پاس جاتے ہو اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے تو جانوروں میں سے بھی کوئی یہ کام نہیں کرتا یعنی حیوانات میں سے کوئی جانور بھی یہ کام نہیں کرتا تو یہ ہے سوالیہ انداز ہے **أَتَأْتُونَ ٱلذُّكْرَانَ مِنَ ٱلْعَٰلَمِينَ** کہ عورت کو اللّٰہ تعالی نے اس کام کے لئے بنایا ہے مرد کے لئے کہ مرد اپنی ضرورت عورت سے پوری کرے تو تم مردوں کے پاس آتے ہو نمبر 2. کہ تم جانوروں سے بھی گئے گزرے ہو جیسے سورت الاعراف اور سورت العنکبوت میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام نے ان سے کہا **وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ (80-** سورت الاعراف)۔ کیا تم وہ بے حیائی کا کام کرتے ہو جو دنیا کی مخلوق میں سے کسی نے تم سے پہلے نہیں کیا

آیت نمبر 166- وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُم مِّنْ أَزْوَٰجِكُم ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ
ترجمہ۔ اور تمہاری بیویوں میں تمہارے رب نے تمہارے لئے جو کچھ پیدا کیا ہے اسے چھوڑ دیتے ہو؟ بلکہ تم لوگ تو حد سے ہی گزر گئے ہو"

وَتَذَرُونَ اور تم چھوڑ دیتے ہو **مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُم** جو پیدا کیا ہے تمہارے لئے تمہارے رب نے اس کو تم چھوڑ دیتے ہو **مِّنْ أَزْوَٰجِكُم ۚ** تمہاری بیویوں میں سے تو اب یہاں پر وہ ان کو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ عجیب بات ہے کہ تم مردوں کے پاس جاتے ہو اور اللہ تعالی نے تمہاری بیویوں میں سے جو تمہارے لئے پیدا کیا ہے اس کو تم چھوڑ دیتے ہو تو یہاں پر مفسرین یہ کہتے ہیں کہ اس کے دو معنی ہیں اس آیت کے **وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُم** اور تم چھوڑ دیتے ہو جو تمہارے رب نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے کیا پیدا کیا ہے ؟**مِّنْ أَزْوَٰجِكُم** تمہاری بیویوں میں سے یہاں پر مِن کے دو معنی ہیں ایک تو یہ ہے کہ **مِن** بیانیہ ہو سکتا ہے جس کا مطلب کیا ہے بیانیہ کا ؟کہ تمہاری خواہشِ نفسانی کے لئے اللہ نے جو تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں تم ان کو چھوڑ کر اپنے ہم جنس مردوں کو اپنی شہوتِ نفس کا نشانہ بناتے ہو کہ اللہ نے تو بیویاں پیدا کی ہیں اور تم بیویوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو تو یہ ہے تمہارے نفس کی خباثت یہ ہے تمہارے نفس کی بے حیائی کہ اس مقصد کے لئے اللہ نے مرد نہیں پیدا کیا کہ مرد مردوں کے پاس جائے لیکن تم بیویوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو دوسرے اس کے معنی مفسرین یہ کہتے ہیں کہ **مِن** یہاں پر جو ہے وہ تبعیض کا بھی ہو سکتا ہے اور تبعیض کا مطلب کیا ہے؟ کہ جاتے تو بیویوں کے پاس ہی ہو لیکن تمہاری بیویوں کا جو مقام تمہارے لئے بتایا گیا ہے جو فطری جگہ ہے تعلق قائم کرنے کی اس کو چھوڑ کر بیویوں سے خلاف فطرت عمل کرتے ہو جو قطعاً حرام ہے تو اس لحاظ سے معنی کیا ہیں کہ اپنی بیوی سے خلاف فطرت عمل حرام ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ غیر فطری عمل اختیار کرتا ہے تو مفسرین کیا بتاتے ہیں کہ یہ لوگ جو تھے وہ کیا کرتے تھے کہ مردوں کے پاس جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو اس غرض کے لئے اُس کے لئے عورتیں پیدا کی عورتوں کے لئے مرد پیدا کیے اور پھر اسی طرح جگہ بتائی کہ عورت کی فرج سے اپنی جنسی خواہش کی تسکین کو حلال قرار دیا اور اس کام کے لئے مرد کی دبر کو حرام تو قومِ لوط نے عورتوں کی شرمگاہوں کو چھوڑ کر مردوں کی دبر پیٹھ اس کام کے لئے استعمال کی تو یہ

ہے جس کے لئے وہ کہتے ہیں **بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ** بلکہ تم لوگ ہو حد سے گزرے ہوئے **عَادُونَ** دشمن کو بھی کہتے ہیں اور عادی کی جمع ہے اور حد سے گزرنے والے اس کے معنی کیا ہیں ایک معنی تو اس کے یہ ہیں کہ حق کو چھوڑ کر باطل اختیار کرنا دوسرے معنی ہیں کہ حلال کو چھوڑ کر حرام اختیار کرنا اور حال ان کا حد سے گزرنے کا کیا تھا کھلم کھلا کرتے تھے جیسے آپ دیکھیں کہ سورت النمل میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ (54)** کیا تم یہ فحش کام کرتے ہو اور جب یہ کام کرتے ہو تو اپنی آنکھوں سے بھی اس کو دیکھتے ہو تو یہ ہے حد سے گزرنا اور پھر یہ کہ کھلم کھلا کرتے ہیں کہ محفلوں میں راستوں میں یہ کام کرتے تھے۔

آیت نمبر 167۔ قَالُوا۟ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَٰلُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْمُخْرَجِينَ

ترجمہ۔انہوں نے کہا "اے لوط "اگر تو اِن باتوں سے باز نہ آیا تو جو لوگ ہماری بستیوں سے نکالے گئے ہیں اُن میں تو بھی شامل ہو کر رہے گا"

پھر وہ بولے اگر تو باز نہ آیا تو جو لوگ ہماری بستیوں سے نکال دیئے گئے ہیں تم بھی ان میں شامل ہو جائے گا یعنی اگر تم نے ہمارے خلاف زبان کھولی اگر تم نے اپنی یہ تبلیغ بند نہ کی اپنے دعویٰ کے کام کو بند نہ کیا تو ہمارے خلاف جو احتجاج کرتا ہے اور تبلیغ کرتا ہے **لَئِن لَّمْ تَنتَهِ** اگر تو رکا نہیں اگر تو نے یہ باتیں ختم نہ کیں تو تیرا بھی وہی حشر ہوگا جو کہ پہلے لوگوں کا ہو چکا ہے سورت الاعراف اور سورت النمل میں آتا ہے **وہ قَالُوا أَخْرِجُوهُم مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ (82)** انہوں نے کہا حضرت لوط علیہ السلام اور اس کے گھر والوں اور ساتھیوں کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں ان صالحین کو باہر کا راستہ دکھاؤ اس سے کیا پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگوں کو بستیوں سے نکالنے والے تھے نیک لوگوں کو اور آج بھی کیا ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کی زبان کاٹ دی جاتی ہے جو حق کا نغمہ الا پتے ہیں جو حق کی راگنی چھیڑتے ہیں جیلوں میں ڈال دیا جاتا ہے شہر بدر کر دیا جاتا ہے ختم کر دیا جاتا ہے تو اس زمانے بھی یہ تھا۔ **لَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْمُخْرَجِينَ** تو ضرور بضرور ہو جائے گا نکالے ہوئے لوگوں میں سے

آیت نمبر 168۔ قَالَ إِنِّى لِعَمَلِكُم مِّنَ ٱلْقَالِينَ

ترجمہ۔ اس نے کہا "تمہارے کرتوتوں پر جو لوگ کُڑھ رہے ہیں میں اُن میں شامل ہوں

تو انہوں نے کہا کہ **إِنِّى** بے شک میں **لِعَمَلِكُم** تمہارے عملوں پر **مِّنَ ٱلْقَالِينَ** بیزاروں میں سے ہوں قالین یہ وہ قالین نہیں ہے جو ہمارے پاؤں کے نیچے بچھاہوا ہوتا ہے **(ق ل و)** ،**(ق ل ی)** اس کا مادہ اور اس کے معنی ہوتے ہیں گوشت بھوننا **لَحْمَ مَقْلِ** بھو نے ہوئے گوشت کو بھی کہتے ہیں اسی طرح کڑاہی کے لئے بھی لفظ استعمال ہوتا ہے کیا لفظ استعمال ہوتا ہے یعنی مِقْلَاة معنی کیا ہے یعنی وہ جو روسٹ کرتا ہے تو اب کیا تھا حضرت لوط علیہ السلام کا دل کڑھ رہا تھا اور صرف ایک انہی کا دل کڑھنے والا نہیں تھا اور بہت سے لوگ تھے ان کی برائیوں پر جن کا دل کڑھ رہا تھا جن کا دل بہت زیادہ نفرت کرتا تھا بیزار تھا تو ایک تو ہوتا ہے دنیا کے لئے دل کڑھنا حسد کرنا اور برائیوں پر برائیاں کرنا ایک تو ہوتا ہے وہ لیکن یہاں اس کے معنی کیا ہیں کہ سخت بیزاری کے معنی ہیں سخت نفرت قَالَ **إِنِّى لِعَمَلِكُم** کہ بے شک میں بھی تمہارے اس عمل پر جو ہوں **مِنَ ٱلْقَالِينَ** کن میں سے ہوں کڑھنے والوں میں شامل ہوں

آیت نمبر 169۔ رَبِّ نَجِّنِى وَأَهْلِى مِمَّا يَعْمَلُونَ

ترجمہ۔ اے پروردگار، مجھے اور میرے اہل و عیال کو ان کی بد کرداریوں سے نجات دے"

رَبِّ نَجِّنِى اے میرے رب مجھے نجات دے دے مجھے بچا لے **وَأَهْلِى** اور میرے گھر والوں کو بھی **مِمَّا يَعْمَلُونَ** جو یہ عمل کر رہے ہیں یعنی مجھے اور میرے ایمان لانے والوں کو بھی بچا لے

آیت نمبر 170- فَنَجَّيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥٓ أَجْمَعِينَ
ترجمہ آخرکار ہم نے اسے اور اس کے سب اہل و عیال کو بچا لیا

فَنَجَّيْنَٰهُ پس ہم نے اس کو بچا لیا **وَأَهْلَهُۥٓ** اور اس کے گھر والوں کو یعنی گھر والوں سے مراد ایمان والے ہیں **أَجْمَعِينَ** سب کے سب جو ایمان لانے والے تھے ان کو بھی بچایا

آیت نمبر 171- إِلَّا عَجُوزًا فِى ٱلْغَٰبِرِينَ
ترجمہ بجز ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں تھی

عَجُوزًامگر ایک بڑھیا کے۔ عجز سے ہے پیچھے رہنا ،عاجز ہونا بوڑھے، بڑھیا کے لئے استعمال ہوتا ہے وہ بڑھیا تھی بڑی تھی **ٱلْغَٰبِرِينَ** پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی **غَبَرَا** جیسے کوئی جاتا ہے تو قدموں کے پیچھے جیسے مٹی جو اڑ رہی ہوتی ہے غبار اس کو بھی کہتے ہیں کیونکہ مٹی پیچھے رہ جاتی ہے گاڑی جائے تو اسی طرح باقی لوگ تو چلے گئے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں گھر والے لیکن بیوی جو تھی وہ پیچھے رہنے والوں میں شامل ہو گئ۔ **إِلَّا عَجُوزًا فِى ٱلْغَٰبِرِينَ** بیوی پیچھے رہنے والوں میں کیوں شامل ہوئی ؟ اس لئے کہ مسلمان نہیں ہوئی تھی اور اپنی قوم کا ساتھ دیتی تھی اور یہ جو **عَجُوزًا** ہے کہتے ہیں کہ بڑھیا کا لفظ بھی اس کے لئے آتا ہے لیکن کہتے ہیں کہ یہ بیوی کفر کی وجہ سے **عَجُوزًا** تھی ایک معنی اس کے یہ بھی بتاتے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام کا اس نے ساتھ نہ دیا پیغمبر کی بیوی ہو کر لیکن اس نے کفر کیا تو بہرحال یہ بڑھیا تھی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کفر کے لحاظ سے یہ عاجز ہو گئی اسلام کو قبول نہ کیا اور پھر پیچھے رہنے والوں میں شامل ہوگئی

آیت نمبر 172- ثُمَّ دَمَّرْنَا ٱلْءَاخَرِينَ
ترجمہ۔پھر باقی ماندہ لوگوں کو ہم نے تباہ کر دیا

پھر باقی جو لوگ تھے۔ ہم نے ان کو تباہ کر دیا اور کہتے ہیں کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں فرشتے آئے تھے نوجوان لڑکوں کی شکل میں اس نے رومال ہلا ہلا کر لوگوں کو بتایا تھا کافر لوگوں کہ ہمارے گھر لڑکے آگئے ہیں

آیت نمبر 173- وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًاۖ فَسَآءَ مَطَرُ ٱلْمُنذَرِينَ
ترجمہ اور ان پر برسائی ایک برسات، بڑی ہی بُری بارش تھی جو اُن ڈرائے جانے والوں پر نازل ہوئی

ہم نے ان پر برسائی ایک بارش اور بارش کیسی تھی ؟ بڑی بری تھی کتنی بری تھی جو ان ڈرائے جانے والوں پر نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ بڑی سخت بارش ان پر نازل کی گئی تو یہاں پر پانی کی بارش نہیں پتھروں کی بارش مراد ہے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ایسی بارش تھی **جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا** کہ نیچے کو اوپر اوپر کو نیچے کر دیا۔ **وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ (**82- سورت

ھود) طوفانی بارش سے ان پر پتھراؤ بھی کیا گیا)۔ **اِنَّا اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ حَاصِبًا** بےشک ہم نے ان پر پتھراؤ بھیجا

آیت نمبر 174۔ اِنَّ فِی ذٰلِكَ لَـَٔايَةًۖ وَمَا كَانَ أَكۡثَرُهُم مُّؤۡمِنِينَ

ترجمہ۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے، مگر اِن میں سے اکثر ماننے والے نہیں

اِنَّ فِی ذٰلِكَ لَـَٔايَةً بیشک اس میں نشانی ہے **وَمَا كَانَ أَكۡثَرُهُم مُّؤۡمِنِينَ** مگر اکثر لوگ جو ہیں وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں

آیت نمبر 175۔ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ

ترجمہ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی

اِنَّ فِی ذٰلِكَ لَـَٔايَةً بیشک اس میں نشانی ہے **وَمَا كَانَ أَكۡثَرُهُم مُّؤۡمِنِينَ** مگر اکثر لوگ جو ہیں وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اس سے کیا بات پتہ چلتی ہےکہ اس قوم نے جھٹلایا پتھروں کا عذاب اس پر آیا تباہ وبرباد ہو گئی اور ہم سب کے عمل کے لئے اس میں یہ نشانی ہے کہ ہم بھی غور کریں کہ اللّٰہ کی ذات جیسے پانی کے قطرے نازل کرتی ہے اس نے نشان زدہ کنکر پتھر بارش کی شکل میں ان پر نازل کیے اور جس سے ان کو ہلاک کر دیا گیا